جناب عبدالخالق بھٹی، کویت

پرویزیت اور قادیانیت

ایک ہی سکے کے دو رخ اور ایک ہی فتنے کے دو روپ

اسلام دشمن استعماری قوتیں اسلام کی بیخ کنی کے لیے ایک وقت میں کئی محاذوں پر اپنے زر خرید غلاموں کو برسرپیکار رکھتی ہیں تاکہ ان کے مذموم مشن کی تکمیل کے تسلسل میں کوئی فرق نہ آئے۔ یہ غلامان ننگ دین اگرچہ مختلف ناموں اور پیرایوں سے اپنی بزم ہائے دجالیت کو روشناس کراتے ہیں لیکن ان کے مقاصد کی یکسانیت انکے منافقانہ چہروں کو بے نقاب کر دیتی ہے۔

برصغیر کے ایک ہی علاقے نے یکے بعد دیگرے دو غلاموں کو جنم دیا۔ ایک غلام احمد قادیانی اور دوسرا غلام احمد پرویز۔ دونوں نے انگریز سرکار کی غلامی اختیار کی۔ ایک نے بزم قادیان سجائی دوسرے نے بزم گلبرگ۔ ایک نے تحریک احمدیت سے اپنی دجالیت کی ابتدا کی دوسرے نے تحریک طلوع اسلام سے۔ ایک نے اپنے آپ کو نبوت ظلی کی آڑ میں تخت نبوت پر بٹھا دیا اور دوسرے نے مرکز ملت کی آڑ میں تخت رسالت پر۔ ایک نے ارض قادیان کو حرم امت قرار دیا دوسرے نے 25/B گلبرگ کو حرم ملت۔ ایک نے اپنے شیطانی الہامات کو وحی کا درجہ دیا دوسرے نے اپنی ابلیسی "بصیرت" کو وحی کا قائم مقام ٹھہرایا۔ ایک نے ختم نبوت کا انکار کیا دوسرے نے "فرمان نبوت" کا۔

دونوں سرکار انگریز کے ملازم و غلام رہے اور دونوں کے نام بھی ایک ہیں۔

ایک نے اپنی خود ساختہ نبوت کے منکرین کو کافر قرار دیا دوسرے نے اپنی رسالت پرویزیت کے مخالفین کو خارج از اسلام ٹھہرایا۔ ایک نے اپنے اعلان نبوت سے شریعت محمدی پر قلم چلادی دوسرے نے ابدیت رسالت کی نفی کر کے دین محمدی پر تلوار چلادی۔ ایک نے خود ساختہ نبی بن کر احکامات قرآن بدل دیئے دوسرے نے اپنے آپ کو خود ساختہ مرکز ملت پر بٹھا کر مطالب قرآن میں تحریف کر دی...... دونوں کا نشانہ ایک ہی تھا دین اسلام کے مرکز و محور ذات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور مقام کی نفی تاکہ مرکزیت اسلام ختم ہو جائے اور اس کا شیرازہ بکھر جائے اس قدر اشتراک نے ایک ہی سرکار کے دو غلاموں کی تحریکوں کو ایک ہی مشن کی تکمیل کے تسلسل میں باہم یکجا کر دیا۔ چنانچہ جب پاکستان میں قادیانیت کی کمر توڑی گئی اور اس کی مرکزیت کا شیرازہ بکھرا تو اس خلاء کو پر کرنے کے لیے استعمار نے پہلے ہی سے اپنے دوسرے غلام کا انتظام کر رکھا تھا جس نے اسلام کے خلاف ایک دوسری متوازی تحریک کی داغ بیل ڈال دی اور وہ غلام تھا..... غلام احمد پرویز جس کے والدین نے اس کا نام رکھا تھا غلام احمد لیکن اس نے بغض رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں معروف ایرانی دشمن اور گستاخ رسول پرویز کا نام اختیار کیا اور اس طرح سے ماضی کا گستاخ

رسول خسرو پرویز آج کا علامہ پرویز بنا دیا گیا جس کو ایک نئے روپ میں طلوع اسلام نام کے دوسرے محاذ سے غروب اسلام کے اسی مشن پر لگا دیا گیا جس پر قادیانی پہلے سے کام کر رہے تھے ایک عرصہ تک مسلمانان پاکستان اس سازش سے بے خبر رہے اور پرویز کے اصل روپ کو پہچان نہ سکے۔ ۱۹۶۲ء میں علماء کرام نے دال میں کچھ کالا محسوس کیا اور پرویزی افکار و نظریات کا تجزیہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ شخص کافر و مرتد ہے اور امت کو گمراہ کر رہا ہے انہوں نے خطرے کی گھنٹی بجائی لیکن اس وقت اس فتنہ کی محدودیت کے پیش نظر اس کے خلاف کسی تحریک کا آغاز نہیں کیا اور اپنی تمام تر توجہ قادیانیت کی سرکوبی کی طرف رکھی۔ غلام فرنگی پرویز نے اس عرصہ غنیمت کو اپنے پاؤں جمانے کے لیے خوب استعمال کیا اور غلامانہ ذہنیت کے فرنگی زدہ لوگوں کی کچھ تعداد اپنے گرد اکٹھی کر لی اس طرح سے بزم طلوع اسلام کی دوکان پرویزیت آہستہ آہستہ چمکنا شروع ہو گئی۔ اور جب قادیانیت کا شیرازہ بکھرا تو اس وقت تک پرویزیت اپنی بلوغیت کو پہنچ چکی تھی اور اندر ہی اندر اس نے تاج قادیانیت اپنے سر پر سجا لیا اور دجالین کی ایک فعال جماعت وجود میں آ کر پیرہن پرویزیت میں محاذ قادیانیت سنبھال چکی تھی۔ مرگ پرویز کے بعد اس جماعت نے ایک نئی حکمت عملی کے تحت اپنی تنظیم نو کی اور طلوع اسلام کے پلیٹ فارم سے اپنے طے شدہ پرویزی ایجنڈے پر کام شروع کر دیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اندرون ملک جگہ جگہ اپنے مراکز کا جال پھیلا دیا اور ساتھ ہی بیرون ملک بھی اہم جگہوں پر دفاتر کھول لئے اور جدید الیکٹرانک میڈیا کو استعمال میں لاتے ہوئے طلوع اسلام کے نام سے دامن اسلام کو چاک کرنا شروع کر دیا۔ کویت میں ایسی سرگرمیاں جب حد سے بڑھیں تو پاکستان کے ممتاز عالم دین اور سکالر اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے ان کی تحقیق کی اور بزم طلوع اسلام کے قادیانی طرز کے مشن سے آگاہ ہو کر اسے قادیانی انجام تک پہنچانے کا تہیہ کر لیا۔ مرزا ثانی غلام احمد پرویز کی کتابوں سے اس کی کفریات کو یکجا کر کے حکومت کویت کی وزارۃ الاوقاف کو پیش کر کے فتویٰ طلب کیا جس پر وزارۃ نے غلام احمد پرویز اور اس کے پیروکاروں پر کفر و ارتداد کی سرکاری مہر ثبت، کر دی۔ مولانا سراج نے پاکستان بھر میں علمائے کرام، دینی اداروں اور حکومتی ایوانوں کو اس فیصلے سے آگاہ کیا اور اس سے فتویٰ کویت کی توثیق کروائی اور مطالبہ کیا کہ پرویزی چونکہ قادیانیوں کا دوسرا روپ ہیں لہذا انہیں بھی سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور اس سلسلے میں پاکستان میں تحریک رد پرویزیت کا آغاز کر دیا اس کے رد عمل میں بزم طلوع اسلام نے یہ واویلا شروع کر دیا کہ قادیانیت اور ان کی تحریک یعنی پرویزیت اپنے مقاصد اہداف اور طریق کار کے اعتبار سے دو مختلف تحریکیں ہیں لہذا ان کے مشن کو ایک قرار دینا بد دیانتی ہے انہوں نے اپنے دفاع میں مغالطہ آمیز استدلال پیش کرنا شروع کیئے جن کا مقصد فقط عوام کو دھوکہ دے کر اصل حقائق سے بے خبر رکھنا تھا۔

بزم طلوع اسلام جس دھوکہ، دجل، اور مکرو فریب سے مسلمانان پاکستان کو اپنی اصلیت کے بارے میں مغالطہ دیتی آ رہی ہے وہ اہل نظر سے اب مخفی نہیں رہا آنجہانی پرویز کی تحریروں میں مذکور اسکے

افکار و نظریات اس کے خارجی مشن کی اصلیت کے ناقابل تردید ثبوت ہیں ہم انہی کی روشنی میں پیرہن قادیانیت میں لپٹی پرویزیت کا پردہ چاک کریں گے تاکہ حقیقت حال واضح ہو جائے اور استعماری سکے کے دونوں رخ کھل کر سامنے آجائیں۔

ایک نے تحریک [illegible] کی ابتداء کی
دوسرے نے تحریک طلوع اسلام سے ......

بزم طلوع اسلام نے پرویزیت اور قادیانیت کو دو الگ الگ تحریکیں قرار دیا ہے۔ لیکن تاریخی حقائق کا ادراک رکھنے والے جانتے ہیں کہ کوئی بھی تحریک خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی اپنے اعلان کردہ مقاصد سے نہیں بلکہ حاصل ہونے والے نتائج سے پہچانی جاتی ہے مقاصد تو بسا اوقات محض پروپیگنڈا کے لیے بیان کئے جاتے ہیں اور انہیں خوب پر کشش بنا کر پیش کیا جاتا ہے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں ہاں ان مخلص تحریکوں سے انکار نہیں جن کے مقاصد نتائج کو سامنے رکھ کر مرتب کیئے جاتے ہیں اور ان دونوں میں ہم آہنگی بھی ہوتی ہے لیکن غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کے بارے یہ حقیقت واضح ہے کہ دونوں انگریز سرکار کے ملازم اور نمک خوار تھے اور انگریز سرکار نے مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنے کےلیے ان دونوں غلاموں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا اور دونوں نے اپنی اپنی تحاریک کی بنیاد امت محمدیہ کے مسلمہ اور بنیادی عقائد کی مخالفت پر رکھی ایک غلام نے عقیدہ "ختم نبوت" کا اور دوسرے نے "فرمان نبوت" کی حجیت کا انکار کیا یہ دونوں انکار نتیجہ کے اعتبار سے یکساں ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے دین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرکزی اور شرعی حیثیت کی نفی ہوتی ہے اور امت میں نفاق کا ایک مستقل باب کھل جاتا ہے اور دین و شریعت کی بنیاد اور اس کا ڈھانچہ بالکل مسخ ہو کر رہ جاتے ہیں چنانچہ ان دونوں تحریکوں کے جو نتائج برآمد ہوئے وہ ایک دوسرے سے ہرگز مختلف نہیں اور اسلام دشمن خارجی قوتوں کے مشن کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

غلام احمد قادیانی کے انکار ختم نبوت کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈالا گیا اور شریعت محمدی کو منسوخ کر کے امت محمدیہ کے تشخص کو مٹانے کے لیے محاذ قادیانیت قائم کیا گیا۔ چنانچہ تاریخ قادیانیت کو سامنے رکھ کر آسانی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ قادیانیوں نے کس طرح منظم طریقے سے اس مشن پر کام کیا۔

فرمان نبوت کے انکار کے ذریعے وہی کام دوسرے غلام استعمار غلام احمد پرویز سے لیا گیا جس نے نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفت سے آزاد ہو کر شریعت محمدی کو مٹانے کےلیے اسے ساقط العمل اور قابل تبدیل قرار دے دیا اور صاف اعلان کر دیا کہ "شریعت محمدیہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے لیے تھی نہ کہ ہر زمانے کے لیے بلکہ ہر زمانے کی شریعت وہ ہے جس کو اس عہد کا مرکز ملت اور اس کی مجلس شوریٰ مرتب و مدون کرے" (مفہوم عبادت مقام حدیث ج ۱ ص ۱۹۳) چنانچہ مرکز ملت کا

غیر قرآنی تصور گھڑا گیا اور اپنے آپ کو اس خود ساختہ مسند پر بٹھا کر غلام احمد قادیانی کی طرح پرویز نے شریعت محمدی کی دھجیاں اڑا دیں اور اس کے بالمقابل اپنی من گھڑت شریعت پرویزی مرتب ومدون کر دی جس کو پھیلانے کے لیے بزم طلوع اسلام کے پلیٹ فارم کو اس استعماری مشن پر لگا دیا۔

یہ ہے غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کے مشنوں کی واضح یکسانیت جن پر قادیانی اور پرویزی وسیع اور منظم پروگراموں کے ساتھ مشنری طرز پر سرگرم عمل نظر آتے ہیں تاریخ اسلام میں قادیانیت اور پرویزیت جیسے افکار و نظریات اور تحریکی طرز عمل اس سے قبل کہیں نہیں ملتے اور ایک مخصوص علاقے میں ان دونوں تحاریک کا یکے بعد دیگرے شروع ہونا محض اتفاق نہیں بلکہ اسلام دشمن استعماری قوتوں کی خوب سوچی سمجھی سازش ہے جو ان کے مشترکہ مشن کی تکمیل کے لیے برپا کی گئی ہے اور وہ مشترکہ مشن ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا عالم اسلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت نبوی کے بارے شکوک و شبہات میں مبتلا کر کے نفاق کا شکار کرنا تاکہ اس کی مرکزیت ختم ہو اور اس کی قوت منتشر ہو جائے اس قدر اشتراک سے یہ دونوں مشن بلاشبہ ایک ہی ہیں۔

علامہ پرویز نے بغض رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں معروف ایرانی گستاخ رسول "پرویز" کا نام اختیار کیا

غلام احمد قادیانی نے بہانگ دہل اقرار کیا ہے کہ اس نے انگریز سرکار کی بے پناہ خدمت کی ہے ظاہر ہے ایسی خدمت کسی عوضانہ کے بغیر ہرگز ممکن نہیں ہو سکتی اور نہ ہی قادیانی تحریک بغیر بیرونی امداد اور سرپرستی اس قدر وسیع پیمانے پر چلائی جا سکتی تھی۔ غلام احمد پرویز نے اگرچہ ایسا اقرار نہیں کیا لیکن بزم طلوع اسلام کی پرویزی تحریک بھی بغیر بیرونی مالی امداد کے کبھی چل ہی نہیں سکتی تھی۔ اور بیرونی امداد دینے والے اپنے مقاصد کی تکمیل کراوئے بغیر کبھی امداد دے نہیں سکتے۔ بھلا ہو جناب بشیر حسین ناظم کا جو کسی زمانے میں پرویز کے بہت قریب اور بے تکلف رہے ہیں اور ان حلقوں میں بھی ان کو بیٹھنے کا موقع ملا ہے جنکا پرویز کے ساتھ ابتذال کی حد تک مذاق تھا جنھوں نے روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد کی اشاعت مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۹۹ء میں اپنے ایک مضمون "ملک معراج خالد کے نام کھلا خط" میں چونکا دینے والا انکشاف کیا ہے کہ فیلڈ مارشل ایوب خان کے ذریعے پرویز کو بھاری امداد ملتی تھی اور ایک ایسی ہی امداد کا انہوں نے ذکر بھی کیا ہے جس کے متعلق انکا پرویز کے ساتھ بے تکلف مذاق بھی ہوا اور اس وقت امداد کی رقم ۲۵ لاکھ تھی نہ معلوم کتنے لاکھوں کی مزید امداد پر پرویز اسلام کو مسخ کرنے کے صلے میں ہڑپ کر گئے ہونگے اور ایسی امداد ان کو کس کس خارجی ذریعے سے ملتی ہو گی جس کا بندوبست وہ اپنے مرنے کے بعد تک کے لیے کر گئے ہیں بیرونی امداد لے کر تحاریک کو چلانے والے بانی اور ان کے متبع ادارے اپنے آقاؤں کے ایجنڈے پر کام

کرتے ہیں جب آقا بھی ایک ہوں اور ان کے ایجنڈے کا ہدف بھی ایک ہی ہو اور وہ تحاریک ایک ہی علاقے میں یکے بعد دیگرے برپا کی گئی ہوں اور ان کا تسلسل بھی ثابت ہوتا ہو تو اس کے ایک ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔

یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے تسلیم نہیں کیا بلکہ انہیں یوسف نجار کا بیٹا قرار دیا ہے۔ جناب بشیر حسین ناظم کے "اوصاف" میں شائع شدہ مذکورہ مضمون کا مزید انکشاف ملاحظہ ہو" پرویز صاحب عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا سمجھتے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو آیت اللہ سمجھنے میں ان کو عقل اجازت نہیں دیتی تھی" کیا اب بھی غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کے مشن کو ایک تسلیم کرنے سے انکار کیا جا سکتا ہے؟

بزم طلوع اسلام پرویزی مشن کو قادیانی مشن سے الگ ثابت کرنے کے لیے مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کا بار بار حوالہ دیتا ہے تاکہ ان کے تکرار سے ان کا جھوٹ سچ ثابت ہو جائے۔ ماہ جولائی کے شمارہ "طلوع اسلام" میں کسی پرویزی نے اس کا ذکر یوں کیا ہے۔ "یہ چیز تاریخی ریکارڈ کا حصہ ہے کہ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۵ء کے مشہور و معروف مقدمہ مرزائیہ بہاولپور میں فاضل جج نے علامہ پرویز کے مضمون سے رہنمائی لیتے ہوئے قادیانیوں کو مرتد قرار دیا جبکہ وقت کے علماء اپنی جامد تعلیمات سے فاضل جج کے لیے کسی بھی طرح سے مددگار ثابت نہ ہوئے"۔

یہ مقدمہ خود ساختہ پرویزی تاریخ کا حصہ تو ضرور ہو گا وگرنہ برصغیر پاک و ہند کی کسی تاریخ میں ہم نے اس مقدمہ کے بارے نہیں پڑھا یہ الفاظ "فاضل جج نے...... قادیانیوں کو مرتد قرار دیا"۔ دجل پرویزیت کی بدترین مثال ہیں کہ کس طرح پرویزی مطلب براری کے لیے اپنے ایمان و عقیدے کو بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں نام نہاد علامہ پرویز اسلام میں ارتداد کو تسلیم ہی نہیں کرتا اور قرآنی آیات لا اکراہ فی الدین کو معنوی تحریک اور باطل تاویل سے اپنے موقف کے حق میں بطور دلیل پیش کرتا ہے تو کس ضمیر اور منہ سے بزم طلوع اسلام قادیانیوں کے ارتداد کو تسلیم کر رہا ہے کیا یہ تضاد آرائی پرویزیوں کی روائتی بددیانتی اور دجل پر مبنی نہیں ہے؟ طلوع اسلام کی اگلی ہرزہ سرائی کہ "وقت کے علماء اپنی جامد تعلیمات سے فاضل جج کے لیے کسی بھی طرح مددگار ثابت نہ ہوئے" انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ اگر دوسرے بدنصیب پرویزیوں کی طرح ایک پرویزی جج کو بھی علمائے حق کی تعلیمات قرآن و سنت سمجھ میں نہیں آئیں تو اس سے حقائق تو تبدیل نہیں ہو گئے۔ بزم طلوع اسلام کے پرویزین کو جاننا چاہیے کہ برصغیر میں قادیانیت کی پکڑ وقت کے علماء نے ہی کی اور اس کے لیے بڑی بڑی تحریکیں چلائیں اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اپنی طویل جدوجہد کو ہر حالت میں جاری رکھا اور آخرکار پاکستان کی قومی اسمبلی کی عدالت میں طویل علمی بحث اور جرح کے بعد قادیانیوں کو قانوناً کافر و مرتد قرار دلوایا قومی اسمبلی نے علمائے حق کی تعلیمات سے رہنمائی لیتے ہوئے ایک عظیم تاریخی فیصلہ کیا جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے لڑی جانے والی اس طویل جنگ میں نہ تو ہمیں غلام احمد پرویز کا کوئی کردار نظر آتا ہے اور نہ کسی پرویزی کا۔ کیا کسی پرویزی نے اس راستے میں اپنے خون کا ایک معمولی قطرہ بھی بہایا یا کوئی

آنسو ہی رویا۔ یا ایک ساعت کی جیل ہی کاٹی یا کسی بھی تحریک میں کوئی ذرا سا حصہ ہی لیا۔ قومی اسمبلی کی عدالت میں علماء حق کی علمی استعداد اور ان کی امانت و دیانت پر اعتماد کیا گیا غلام احمد پرویز یا کسی پرویزی کو ان صفات کا اہل نہیں سمجھا گیا اور ہو بھی کیسے۔ ناموس رسالت کی پاسداری کی سعادت اہل حق کے نصیب میں آتی ہے اہل باطل اور دجالین کے ہر گز نہیں۔ اپنے آپ کو قادیانیت کے الزام سے بچانے کے لیے بزم طلوع اسلام اکثر یہ واویلا کرتا ہے کہ پرویز نے "ختم نبوت اور تحریک احمدیت" نامی کتاب لکھ کر قادیانیت کے خلاف اپنا مؤقف واضح کر دیا ہے لہٰذا پرویزیت اور قادیانیت کبھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے چنانچہ طلوعِ اسلام کی دجالانہ لاف زنی ملاحظہ ہو۔ "علامہ پرویز نے ختم نبوت کے موضوع پر "ختمِ نبوت اور تحریک احمدیت" نامی کتاب تصنیف کر کے قادیانیوں کے غلط عقائد کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ دیا اور..... ناموس رسالت کی پاسبانی کا فریضہ حقیقی معنوں میں ادا کر دیا"۔

دونوں نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا

یعنی ایک کتاب لکھ کر یہ سب کام ہو گیا اور جو علماء حق نے ہزاروں کتابیں اس موضوع پر تصنیف کیں۔ اور آج تک کر رہے ہیں اور عملی طور پر قادیانیت کے خلاف تحریکوں میں حصہ لیا اور لے رہے ہیں اور پاکستان سے باہر ملک ملک جا کر قادیانیت کا تعاقب کر کے اسلام کی حفاظت کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں۔ پاکستان کی قومی اسمبلی سے۔ جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ سے اور گیمبیا کی حکومت سے قادیانیوں کو قانوناً کافر قرار دلوا کر علمائے حق نے جو عملی کارنامے سرانجام دیئے ہیں کیا وہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی معنوں میں پاسبانی کے عملی اور حقیقی مظاہر ہیں یا ان کے مقابلے میں پرویز کا محض ایک کتابچہ۔ بزم طلوع اسلام کے وارثین پرویزیت اپنے ضمیر کو ٹٹول کر دیانتداری سے فیصلہ کریں کہ کس نے کیا حق ادا کیا اور اپنی مجرمانہ خیانت سے باز آئیں اس لئے کہ ان کے اصلی چہرے اب بے نقاب ہو چکے ہیں بزم طلوع اسلام کی بد ترین بد دیانتی اور دجالیت ملاحظہ ہو کہ پرویز کی کتاب "ختم نبوت اور تحریک احمدیت" علماء کرام کے قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے بعد شائع ہوئی تاکہ قادیانیوں کے عقائد سے بظاہر اختلاف کر کے عامۃ المسلمین کو دھوکہ دیا جا سکے تاکہ وہ پرویزیوں کو قادیانیوں کی دوسری شاخ سمجھ کر انکی طرف متوجہ نہ ہوں اور پھر اطمینان سے قادیانیت کا تاج اپنے سر پر سجا کر قادیانیت کے مشن کے تسلسل کو اپنے آقاؤں کی رہنمائی میں جاری رکھا جا سکے، علمائے کرام نے قادیانیت کا تعاقب اس وقت سے شروع کر دیا تھا جب پرویز کو کوئی جانتا بھی نہیں تھا سالہا سال اس موضوع پر پرویز کی پر اسرار خاموشی کس حقیقت پر دلالت کرتی ہے؟ اگر پرویز کا قادیانیت سے واقعی کوئی اختلاف تھا یا اس کا عقیدہ تھا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دے کر بالکل صحیح اور جائز کارنامہ سرانجام دیا ہے تو اسے علمائے حق کی جدوجہد کی تائید کرنا چاہیئے تھی اور انکے اس کردار کی تعریف کرنا چاہیئے تھی کیا پرویز اور اس کے بعد طلوع اسلام نے آج تک ایسا کیا؟ پرویز کی نام نہاد کتاب "ختم نبوت اور تحریک

احمدیت" جس کا اس قدر ڈھنڈورا پیٹ کر اپنے دفاع میں پیش کیا جاتا ہے کیا اس میں کہیں بھی پرویز نے قادیانیوں کو کافر و مرتد لکھا ہے؟ ان سوالات کے جوابات نفی سے پرویزیت کی قادیانی حیثیت واضح سے واضح تر ہو جاتی ہے۔ اور طلوع اسلام کے اس سلسلہ میں مغالطے خود ان کا منہ چڑاتے نظر آتے ہیں اور غلام احمد قادیانی کی پیروی میں علماء کی تعلیمات قرآن و سنت کو جامد کہنے والے استعماری ایجنٹوں کے مکروہ چہرے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔

قادیانیت اور پرویزیت میں ایک اور نہایت ہی اہم قدر مشترک ہے جو قابل غور ہے۔ آنجہانی غلام احمد پرویز نے اپنی مذکورہ کتاب "ختم نبوت اور تحریک احمدیت" میں قادیانیت کی تحریک کو سیاسی قرار دیا ہے جس کا مقصد برصغیر میں انگریز کے سیاسی تسلط کو دوام بخشنا تھا۔ ہم ولی راولی شناسد کی اس پرویزی نکتہ شناسی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے کیونکہ تحریک پرویزیت کے مقاصد بھی سیاسی ہی ہیں اور ان کی تکمیل کے لیے سیاسی طریق کار ہی اپنایا گیا ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بزم طلوع اسلام بظاہر فکر قرآن اور اسلام کی تشریح جدید کی علمبرداری کا دم بھرتی ہے اور اس مشن کو اپنا دینی مقصد قرار دیتی ہے لیکن عملی میدان میں اپنے تعارف کے لیے سیاسی طریق کار کو اپناتے ہوئے تحریک پاکستان۔ قائد اعظم اور اقبال سے خواہ مخواہ کا زبردستی رشتہ جوڑتی ہے اور سیاسی نوعیت کے اجتماعات منعقد کرتی ہے جو پاکستان ڈے۔ قائد اعظم ڈے اقبال ڈے اور دیگر قومی و سیاسی تہواروں کو منانے سے متعلق ہوتے ہیں اور ان میں ایسے شرکاء کو مدعو کرتی ہے جو ملک کے انتظامی، سیاسی، تعلیمی، دفاعی اور ابلاغی شعبوں سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں یا ان شعبوں میں اپنا گہرا اثر و رسوخ رکھتے ہیں اسی طرح سے "طلوع اسلام" مجلہ کے ذریعے دینی مضامین کی آڑ میں قومی سیاست کو اجاگر کیا جاتا ہے جس کا مقصد قومی سطح پر اپنا سیاسی تشخص قائم کرنا ہے چنانچہ ایک محاذ پر وہ دین اسلام کو مسخ کرنے کے طے شدہ ایجنڈا پر سرگرم عمل ہے تاکہ مسلمانان پاکستان کی سیاسی قوت جو ان کی استقامت فی الدین کی مرہون منت ہے کو تحلیل کر کے انہیں مغلوب کرے اور دوسرے محاذ پر وہ سیاسی استقامت کے حصول کے لیے اپنے پروگرام پر عمل پیرا ہے تاکہ اسلام دشمن استعماری قوتوں کا پاکستان پر سیاسی تسلط حاصل کرنے کا جو مشن طلوع اسلام کے سپرد ہے اس کی تکمیل ہو جس کے نتیجے میں پاکستان میں اسلامی انقلاب کے ذریعے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا راستہ روکا جا سکے۔ یہ مشن پہلے غلام احمد قادیانی کے سپرد کیا گیا اور بعد میں اسے جاری رکھنے کے لیے غلام احمد پرویز کے ذریعے بزم طلوع اسلام کو دے دیا گیا اس طرح سے قادیانیت اور پرویزیت استعماری قوتوں کے سیاسی عزائم کی تکمیل کے لئے مشترکہ مشن پر کام کر رہے ہیں۔

اپنے آپ کو ختم نبوت کے علمبردار کہہ کر دھوکہ دینے والے دجال غلام احمد پرویز اور بزم طلوع اسلام کے مکاروں کا عقیدہ ختم نبوت ذرا ملاحظہ ہو۔ "ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب شخصیتوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ تصورات کے ذریعے رونما ہوا کرے گا اور انسانی معاشرہ کی باگ ڈور اشخاص کی بجائے نظام کے ہاتھوں میں ہوا کریگی"۔ (سلیم کے خط۔ خط ۱۵ ص۔ ۱۵۰)۔

ختم نبوت کے معانی "اب انسانوں کو اپنے معاملات کے فیصلے خود کرنے ہوں گے"۔ (سلیم کے نام خط ۱۳ ص۔ ۱۲۰ ج ۲)

اس فلسفیانہ عقیدہ کے جاننے کے بعد قارئین کرام پر حقیقت پرویزیت واضح ہو گئی ہو گی۔

ہم آخر میں غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کی مماثلت کا اجمالی نقشہ پیش کر کے اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

■ ۱۔ دونوں کے نام ایک۔ ■ ۲۔ دونوں ایک ہی علاقہ میں پیدا ہوئے۔

■ ۳۔ دونوں سرکار انگریز کے ملازم و غلام رہے ■ ۴۔ دونوں نے اپنی تحاریک یکے بعد دیگر انگریز دور میں شروع کیں

■ ۵۔ دونوں نے سواد اعظم سے ہٹ کر دین اسلام کو مسخ کرتے ہوئے اس کا ایک نیا اور منفرد نقشہ پیش یا۔

■ ۶۔ دونوں نے دین کے مسلمہ حقائق کا یکسر انکار کیا۔ ■ ۷۔ دونوں نے قرآن کی معنوی تحریف کی اور اپنی اپنی تحاریک کے موافق قرآن کو نئے معنی پہنائے۔ ■ ۸۔ دونوں نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزا کیا۔

■ ۹۔ دونوں نے اپنے سوا پوری امت کو اسلام سے کر اوقرار دیا۔ ■ ۱۰۔ دونوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا قرار دیا۔

■ ۱۱۔ دونوں نے اپنی تنقید کا ہدف ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا۔ ایک نے ختم نبوت کے انکار سے اور دوسرے نے فرمان نبوت کی حجیت کے انکار سے۔ ■ ۱۲۔ دونوں نے امت کو نفاق کا شکار کرنے کے مشن کو اپنایا۔

■ ۱۳۔ دونوں نے اپنی دینی و قومی حمیت کا سودا کر کے استعمار کے سیاسی مفادات کے لیے کام کیا۔

■ ۱۴۔ دونوں نے خارجی امداد سے اپنی اپنی تحاریک کو چلایا۔

بقیہ از ص (۱۱)

زیر نظر کتاب اسی نعرۂ حق کی صدائے بازگشت ہے۔ عزیزم حافظ محمد قاسم صاحب نے مختلف اخبارات اور رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے وہ تمام اداریے، کالم، تجزیے اور مضامین اس کتاب میں یکجا کر دیئے ہیں۔ جن میں مولانا فضل الرحمن کے اس اقدام پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا تھا۔ فاضل مرتب نے یہ مواد جمع کر کے ایسی دستاویز مرتب کر دی ہے جو اس موضوع پر لکھنے پڑھنے والوں کے لئے ایک حوالہ ہے۔ مقدمہ مولانا عبدالقیوم حقانی نے تحریر کیا ہے۔ (تبصرہ: خادم حسین)

دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے آداب و اصول

جمع و ترتیب: مولانا مشتاق احمد

ضخامت: ۲۲۴ صفحات، قیمت =/150 روپے

ناشر: ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی لاہور

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ کی تفسیر "معارف القرآن" کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ قبول عام عطا فرمایا ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس تفسیر میں آیات کے موقع و محل کے مطابق مختلف موضوعات پر قرآن و حدیث اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں گراں بہا مواد سمویا ہے۔ محترم مولانا مشتاق احمد نے عمیق مطالعہ اور محنت و جانفشانی سے "دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے آداب و اصول" کے زیر عنوان جا بجا بکھرے ہوئے مواد کو یکجا کر کے کتابی شکل دے دی ہے۔

باب اول، علم دین کے فضائل، بنیادی شرائط، آداب و مقتضیات کے بیان اور باب دوم، دعوت و تبلیغ کے آداب، اس کے مؤثر ہونے کی شرائط، حضرات انبیا کرام کا طریق کار، مبلغین کے اوصاف اور مروجہ انداز خطابت کے مفاسد پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب تبلیغ و تعلیم کے میدان میں کام کرنے والے حضرات کے لیے بہترین تحفہ ہے۔ (تبصرہ: خادم حسین)